ضمیمہ

عید مبارک

پیغام عید

از

محمد مختار احمد صدیقی

حسب فرمائش

مدیر العرش ہفتہ وار بریلی

(العرش پریس بریلی)

پیغامِ عید

میں اپنے تمام خیالات پریشاں کو اس افسانہ کی صورت میں بابا سید خلیل احمد عرف خلیل داس چتر ویدی صدر جماعت خدام اسلام بنارس کے اسمِ گرامی سے معنون کرتا ہوں ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم
محمد مختار صدیقی

اسد صرف فلسفی شاعر ہی نہیں بلکہ ایک جوانمرد۔ بہادر۔ زور آور مسلم تھا۔ اسکی رگ رگ میں شجاعت کا خون موجزن تھا۔ اُسکے رونگٹے رونگٹے میں اسلام کی محبت پیوست تھی۔ یہی وجہ تھی کہ بچپن سے لیکر اب تک وہ زندگی کا ہر لمحہ ہر لحظہ اسلام کی تاریخ دیکھنے اور مسلمانوں کو احکام خداوندی پر عمل پیرا ہونیکی ترغیب اور انکی حالتِ زار پر آنسو بہانے میں صرف کیا کرتا تھا۔ اسکو دنیا و مافیہا سے کچھ مطلب نہیں۔ اُسکا صرف مقصد یہہ تھا کہ اسلامی پروانوں کے اندر پھر نئے سر سے روحِ عمل پھونکے۔ سوتے ہوئے شیروں کو جگا کر اُنکے آبا و اجداد کے کارناموں سے واقف کرے۔ اُسکو اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیابی ہوئی۔ اُس نے تمام طہران کے نوجوانوں کے دل میں قومی وملی اور انسانی خدمت کا جذبہ پیدا کر دیا۔ اس نے اُن کے آپس کے غیظ و غضب۔ بغض و حسد اور رنج و عداوت کو محبت سے تبدیل کر دیا۔ اُنھیں درسِ حمیت و خودداری دیتے ہوئے احساس کرایا کہ تم کون ہو۔ کسی امت میں اور دنیا میں کس لئے پیدا ہوئے ہو۔ یہی وجہہ تھی کہ اسکے

ایک دبی تبسم اور ایک ادنیٰ اشارہ پر چار ہزار نوجوان ہر وقت مرنے مارنے اور سر کے کٹانے کو تیار رہتے تھے

(۲)

اُسکا ہمیشہ سے یہ معمول تھا کہ جب اُسکے نوجوان ساتھی اپنے اپنے ذاتی کاموں سے فارغ ہو چکتے" موسم بہار میں سب کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے پہنچتا۔ جہاں بادِ سحر کے جھونکے۔ آب رواں کی رفتار۔ خوشبوؤں کی لپٹ۔ بادل کی پھوار۔ بجلی کی چمک سے نوجوانوں کے دلوں میں اُمنگیں جوش اور ولولے پیدا ہو جاتے اور جب اُنکے جذبات بہت زیادہ مرتعش ہونے لگتے۔ اسد انھیں اپنی جانب متوجہ کر کے دنیا کی بے ثباتی اور مقصدِ اسلام پر لیکچر دیتا ہوا کہتا " عزیز میرے دل میں درد ہے " اسلئے میری آنکھوں میں آنسو اور لب پر آہ ہے۔ کیا میرے لئے یہ نسیم سحر۔ نالۂ بلبل۔ ویرانی دشت اور شادابی چمن مسرت و انبساط کا باعث نہیں ہے، ضرور ہے لیکن نہیں۔ میرا دل تو سرشارِ دو عالم۔ آقائے نامدار کی محبت سے معمور ہے۔ جنھوں نے دنیا میں تشریف لاکر انسانوں کو گمراہی سے بچاکر اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق بنایا۔ کیا میں یہ گوارا کر سکتا ہوں کہ اپنے پیارے نبی کی اُمت کو یوں ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوتا ہوا دیکھوں۔ ہرگز نہیں! دوستو میرے لئے تمام بہار و خزاں۔ عزت و ذلت اور سکون و حرکت سے بھی بہتر ہے کہ میں اپنے سر کو ہمیشہ ناموسِ محمدیؐ و عزتِ اسلام پر قربان کر سکو تیار رہوں۔ کیونکہ ایک سچے اور پکے مسلمان کو ہمیشہ موت شہد سے زیادہ شیریں معلوم ہوتی ہے۔ بچوں کا پیار۔ ماں کی ملتا۔ محبت کا جوش۔ موت کا رنج۔ ایک مجاہد جاں نثار اسلام

کیلئے خدا اور رسول کی محبت کے سامنے ہیچ ہے۔ پیارے دوستو! اگر دنیا میں عزت سے رہنا چاہو تو ایک ہاتھ میں قلم تو دوسرے میں تلوار ہونا ضروری ہے۔ فتنہ و فساد سے دور رہو اور ہمیشہ امن و صلح پھیلانیکی کوشش کرو۔ اسلامی تعلیم کا مرقع و مجسمہ بنکر دنیا کو اپنی زندگی کا ثبوت دو۔ کمزوروں کی پاسبانی۔ تہذیب کی آئینہ داری۔ حمایتِ حق گوئی بزور تعلیم و اخلاق اور بزور شمشیر کر کے دنیا کو مفسدوں سے پاک کرو۔ جب تم صدق دل سے تہیہ کر کے میدانِ عمل میں نعرہ مارے تکبیر بلند کرتے ہوئے نکلو گے تو سمندر کی قہارہ موجیں پہاڑوں کی عریض و طویل چٹانیں اور زمین کے خاراشگاف زلزلے تمکو راہِ ترقی سے نہیں روک سکتے۔ یہی تمہارے لئے جہاد ہے۔ اس راہ سے تمھیں عہدۂ شہادت ملیگا اور اسی راستہ سے تم زندہ رہتے ہوئے غازی بنکر عزت سے رہو گے۔

اس قسم کی دلآویز۔ جوشیلی۔ رقت خیز تقریر سنکر نوجوان مسحور ہوتے ہوئے اپنی اپنی کمر سے خنجر نکالکر کھڑے ہوجاتے اور دل و جگر سے یک زبان ہوکر ہو! ہیں نعرۂ تکبیر بلند کرتے۔ ساری فضا گونج اٹھتی۔ شیر دل کا پتا پانی پانی ہوجاتا اور کائنات کا ذرہ ذرہ وجد کرنے لگتا تھا۔

(۳)

ایک مدت تک آسد نے اسطرح تنظیم کر کے خدمتِ اسلام کی اور اسی خدمت کے صلہ میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہو کر طرابلس کے کسی خطہ میں آرام کر رہا ہے۔ اگرچہ اُسکا کہیں وجود نہیں ہے لیکن اُسکی تقریر پر عمل کرنیوالے آسمان اسلام کے روشن ستارے۔ کمال پاشا۔ رضا شاہ پہلوی اور سعد زاغلول اب بھی موجود ہیں۔ اسکا

معرکۂ قدوس اب بھی اکناف عالم میں موجود ہے جسکی یاد اب بھی ہر قلب مسلم کو گرما دیتی ہے۔ آؤ ہم سب ملکر اُسکا معرکۂ ہلالِ عید کی زبانی سنیں اور مردانگی و جانبازی کیساتھ عمل کریں۔

(۴)

ماہ رمضان المبارک جیسی نعمت عظمےٰ پھر سال بھر کیلئے رخصت ہونیوالی ہے تمام طہران اور اسکے گردونواح کے باشندے اس ماہ سعید کو الوداع کہنے کیلئے جمعۃ الوداع کے روز جامع مسجد میں جمع ہو رہے ہیں۔ اسد بھی معہ اپنے چند ہمراہیوں کے جامع مسجد میں پہنچا۔ ابھی نماز میں کچھ دیر تھی کہ امام نے خطبہ سے پہلے روس کے مسلمانوں کی حالتِ زار پر ایک جوشیلی وولولہ انگیز تقریر کی۔ کہ اُن کے حقوق پائمال کئے جارہے ہیں۔ روس سفاک اُنکی جائدادوں کو ضبط کرکے۔ اُنھیں تباہ و برباد اور خستہ حال کر رہے ہیں۔ مسجدوں کو منہدم کر ڈالا۔ اور مقامات مقدسہ کو ڈھاکر اصطبل و فوجی بارگوں سے تبدیل کردیا۔ لیکن وہاں کے مسلمان اقلیت کیوجہ سے اسقدر پست ہمت ہوگئے کہ اپنے عزت وناموس تک کی پرواہ نہ کرکے مدافعت تک گوارا نہیں کرتے ہیں۔ امام نے چند جملہ اور کہکر مسلمانوں سے اُنکی عملی اعانت کرنیکی اپیل کرتے ہوئے خطبہ پڑھکر نماز پڑھائی۔

اس مؤثر تقریر کو سنکر اسد کے دماغ میں بجلی کوند گئی اور رگ رگ میں خون سرعت کیساتھ دوڑنے لگا۔ حالت دگرگوں ہوگئی۔ چہرہ سرخ ہوگیا۔ نماز پڑھکر سیدھا گھر آیا۔ تھوڑے وقفہ میں ضروری تیاری کرکے اپنے مستعد جانبازوں کیساتھ گھوڑوں پر سوار ہوکر اُسی روزہ کی حالت میں روسی ترکستان کیجانب روانہ ہوگیا۔

اگرچہ کچھ لوگوں نے آپ سے مشورہ بھی دیا کہ روزہ افطار کر دو دوسرے روز اطمینان کیساتھ روانہ ہونا بہتر ہے لیکن اس مجاہد اسد نے یہ کہکر سب کو چپ کر دیا کہ میرے کانوں میں اُن ہی بیکس مظلوم۔ روسی مسلمانوں کی دردانگیز آوازیں چلی آ رہی ہیں اور میرے خون کے سمندر میں ہیجان و تلاطم خیز جذبات کی موجیں پیدا کر رہی ہیں۔ اس قسم کی نصیحتیں میرے ارادوں کو متزلزل نہیں کرسکتیں۔

(۵)

اسد اپنے ساتھیوں کیساتھ یلغار کرتا ہوا عید کے دو روز قبل روسی ترکستان کے قریہ میں پہنچا اور وہاں چند معزز ہستیوں کیساتھ جا کر واقعات کا مشاہدہ کیا۔ ان سب کاموں سے فراغت پا کر وہاں کے تمام باشندوں کو اپنے آنے کی خبر کہلادی۔ اُسکے نام سے بچہ بچہ پہلے سے واقف تھا۔ ہر شخص نام سنکر افتاں و خیزاں اسکے پاس پہنچا صرف تھوڑی سی دیر میں سیکڑوں کا مجمع اُسکے ارد گرد جمع ہو گیا۔ اسنے عید کے روز سب کو شہر کے باہر ویران و منہدم عیدگاہ میں مجتمع ہونے کی تاکید کی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ روسی فوجیں جاپانی سپاہیوں کے مقابل ہزیمت اُٹھا کر واپس آچکی تھیں اور اپنے شکست کے غصہ کو مسلمان رعایا پر اُتار رہی تھیں۔

(۶)

عید کے روز تمام خستہ حال روسی مسلمان کہ جنکے اُداس چہرے ترجمانِ مصیبت اور جنکی پوشاکیں مفلوک الحالی کا پتہ دے رہی تھیں۔ منہدم عیدگاہ میں جمع ہوئے۔ اسد پہلے ہی سے پہنچ چکا تھا اسنے قیافہ سے اندازہ لگا لیا تھا کہ پریشانیاں ہوتے ہوئے بھی ان غریب مسلمانوں کے دلوں میں طوفانِ محشر موجود ہے اور انکی آستینوں میں انتقام کی بجلیاں پوشیدہ ہیں جو ایک اشارہ سے خرمنِ مفاسد کو جلا کر نیست و نابود کر دیگی۔

نمازِ دوگانہ ختم ہونیکے بعد اسد نے سب کو مخاطب کر کے واقعات پر تبصرہ کرتے

ہوئے تمام نشیب فراز سمجھا کر اپنے وعدوں پر قائم رہنے اور جان و دل سے دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے قرآن پاک کے وسیلہ سے عہد و پیمان لیا جب یہ سب کام مکمل ہو چکے تو پھر روسی ترک اور اپنے ایرانی ساتھیوں کو مخاطب کر کے چند جملے کہے کہ اے غیور مجاہدین مسلمو! یہ پیغام عید ہے کہ تم تعصب اور تعصب کی شقاوت سے رہائی پاؤ۔ اٹھو اٹھو اے مادر ترکستان و ایران کے فرزندو اٹھو اور دنیا کو دکھا دو کہ ایران و ترکستان کی فضا پر گورستان کا سکون نہیں بلکہ زندگی کے ہنگامے غالب ہیں اور تم بزدل کم ہمت بنکر نہیں بلکہ جری و حریت پسند بنکر رہنے یا اس مکروہ و ذلیل ماحول کو ہمیشہ کیلئے الوداع کہدینے کی غرض سے پیدا ہوئے ہو۔ طبل جنگ بج چکا اعلان حریت کیا جا چکا۔ اب فتح یا شکست عزت یا موت کا نعرہ تمہاری زبان پر ہونا چاہیئے کہ اسی میں راز حیات مضمر ہے۔

ان جملوں کا سننا تھا کہ مجاہدین کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے صبر و شکیب جاتا رہا۔ بیساختہ کھڑے ہوکر نعرہ بلند کرنے لگے۔ اسد نے سب کو تسلی دیکر مسلح ہونے کیلئے کہا۔ اسکے بعد ہر ایک کو گلے سے لگا کر ملنا شروع کیا۔

(۷)

اسد جب انکی روزمرہ زندگیوں کی اصلاح کر کے انکو منظم و متحد و مسلح کر چکا۔ تو وہ پھر صوبہ کے حاکم کی جانب متوجہ ہوا۔ تمام خلاصہ واقعات۔ فوجی مظالم کی داستانیں مظلوموں کا صبر اور انکے حقوق بالتفصیل لکھکر بھیجدیئے۔ بھلا یہ نخوت پرست روسی حاکم اسے کب گوارا کر سکتا تھا کہ پرستاران توحید روسی ترکستان میں اپنے حقوق طلب کریں۔ اسنے درخواست کو ٹھکرا دیا۔ یہی نہیں کیا بلکہ ایک مسلح دستہ بھی اسد کی گرفتاری کیلئے روانہ کیا۔ اسد چند اپنے ہمراہیوں کیساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ

اچانک دستہ نے پہنچکر معہ ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا اور باندھکر کشاں کشاں لیجانے لگے - اسد کی گرفتاری کی خبر تمام گرد و نواح میں پھیل گئی اور تھوڑی سی دیر میں ایک مسلح مجاہدین کا مجمع اکٹھا ہو گیا اور نہایت تیزی کیساتھ روسی دستہ کو جا لیا۔ ایک معمولی جھڑپ کے بعد اسد کو چھوڑ کر روسی سپاہیوں نے بے تحاشا حاکم کے پاس بھاگ کر جان بچائی۔

(۸)

اسد بھی مستعد ہو چکا تھا اور غازیوں کا جوش بڑھتا جا رہا تھا کہ خبر پہنچی کہ ایک دوسرا دستہ حاکم کی جانب سے آ رہا ہے۔ اسد نے فوراً میمنہ و میسرہ کو درست کیا۔ نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا اور تھوڑی سی دیر میں شکست دیدی۔ متواتر کئی دستوں کو یکے بعد دیگرے ہرا کر حاکم کو صلح کیلئے مجبور کر دیا۔

حاکم کا نشہ اُتر گیا اور ہوش و حواس درست ہو گئے اُسنے پوری کیفیت لکھکر دارالسلطنت ماسکو کو بھیجدی۔ وہاں سے ایک کمیشن مقرر ہوا جسکے ذریعہ سے تمام مسلمانوں کے جائز حقوق مان لئے اور اُنکے نقصانات کی تلافی کر دیگئی۔

ایک سال کے عرصہ میں غازی اسد نے یہہ تمام کام انجام دئے۔ دوسرے سال ماہ رمضان بھی ختم کے قریب تھا عید آنیوالی تھی اور فتح کی خوشیاں منائی جا رہی تھیں کہ یکایک طرابلس کے مسلمانوں کا دعوت نامہ پہنچا۔ اسد نے فوراً تیاری کر کے مع مجاہدین کی ایک بڑی جماعت کے طرابلس کیجانب روانہ ہو گیا۔ اور ابھی سفر ہی میں تھا کہ گوشۂ مغرب سے ہلالِ عید نے مبارک کہکر مژدہ سنایا ؎

دنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر خدا کا
تم پاسباں ہو اسکے وہ پاسباں تمہارا

بسمل